سنت رسول ہی مدار نجات ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بدعت لغوی وشرعی کی تعریف ،اس کی اقسام اور اس کے احکام کے بیان میں

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کے بعد جس طرح بدعت اور اہل بدعت کی تردید فرمائی شائد ہی کسی اور چیز کی ا س طرح تردید فرمائی ہو اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ بدعت سے دین کا اصل حلیہ اور صحیح نقشہ بدل جاتا ہے ۔ ،اور اصل و نقل اور حق و باطل میں کوئی تمیز باقی نہیں رہتی اور قرآن کریم نے صراحتا اس امر کو بےان کیا ہے کہ دین مٹ جانے کے اصولی دو طرےقے ہیں (۱)کتمان حق(۲)تلبیس حق و باطل اور اسی اختلاط اور تلبیس کی وجہ سے دین الٰہی لوگوں کی خواہشات اور اہوا کا ایک کھلونا بن کر رہ جاتا ہے ۔جس کا جو جی چاہے اپنی مرضی سے دین بنادے اور جسکی خواہش ہوئی کسی چیز کو دین سے خارج قرار دے دیا۔خدا کا دین نہ ہوا بچوں کا کھیل ہو ا نعوذ باللہ ۔یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ کسی امر کے باعث ثواب اور موجب عذاب ہونے کا فیصلہ صرف باری تعالی کا کام ہے اور اس کو لوگوں تک پہنچانا اور بےان کرنا نبی

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

اور رسول کا کام ہے ۔اپنی مرضی سے کسی چیز کو کار ثواب اور موجب عذاب کہنا دراصل اپنے لئے منصب الوہیت اور رسالت تجویز کرنا ہے (العیاذ باللہ)اللہ تعالی نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل اور مکمل نمونہ بناکر ہمیں ہر کام (جو آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص نہ ہو)آپ کی اتباع اور پیروی کرنے کا حکم دیا ہے اور ہمیں اپنی مرضی پر ہر گز نہیں چھوڑا چنانچہ ارشاد فرمایا :۔

**لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃلمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکراللہ کثیرا)پ۱۲،احزاب ع۲(

ترجمہ:۔البتہ تمہارے لئے بھلی ہے چال اور نمونہ رسول اللہ اس کیلئے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ تعالی کی اور آخرت کے دن کی۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

بہترین اور اعلی نمونہ قرار دے کہ ہم سے مطالبہ کیا ہے کہ ہم ہر معاملہ میں اور ہر ایک حرکت و سکون میں اور ہر نشست و برخاست میں اور ہر قسم کی غمی اور خوشی کے معاملات میں آپ کے نقش قدم پر چلیں ۔دوسرے مقام پر ارشاد ہے :۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفرلکم ذنوبکم(پ۳،آم عمران ع۴)۔

ترجمہ:۔اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ اعلان کردیں کہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ تعالی سے تو میری اتباع اور پیروی کرو تاکہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے تمہارے گناہ)۔

یہ آیت کریمہ اس امر کی صاف اور واضح دلیل ہے کہ اگر آج کسی جماعت یا شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعوی ہے تو لازم ہے کہ اس کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی کسوٹی پر رکھ کر دےکھ لینا چاہئے سب کھرا کھوٹا معلوم ہوجائے گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بہترین اسوہ اور ہدی و سیرت کی اتباع کا نام سنت ہے اور خلاف ورزی کا نام بدعت ہے ۔حضرت جابر بن

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے خطبے میں جبکہ ہزاروں کا مجمع سامنے ہوتا تھا پرزو ر اور بلند آواز سے یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:۔

**اما بعدفان خیر الحدیث کتاب اللہ اور خیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم و شر الامور محدثا تھا وکل بدعة ضلالة

)مسلم ج۱ص۵۸۲مشکوۃ ج ۱ص۷۲(

اما بعد بہترین بیان اللہ تعالی کی کتاب ہے بہترین نمونہ اور سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور وہ کام برے ہیں جو نئے گھڑے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی اور سیرت کا بدعت سے تقابل کرکے یہ بات واضح کردی ہے کہ آپ کی سیرت اور نمونہ کے خلاف جو کچھ

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

ایجاد کیا جائے گا وہ سب بدعت ہوگا اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر بدعت بری نہیں تاکہ دنیا وی ایجادات بھی مذموم ہوجائیں)ایسا نہیں)بلکہ وہ بدعت بری ہے جوکتاب اللہ اور ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلا ف ہو۔لہٰذا جو چیز کتاب و سنت کی روش کے خلاف نہ ہوگی وہ بدعت و گمراہی نہ ہوگی او ر گمراہی سے اللہ تعالی کبھی بھی راضی نہیں ہوتا۔بلکہ برائی کو مٹانے کیلئے انبیاءکرام علیہم السلام کو مبعوث کیا اور ان پر کتابیں اور صحیفے اور وحی نازل کی امام نسائی رحمہ اللہ کی اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں ؛

و کل ضلالۃ فی النار(نسائی ج۱ص۱۷۹)اورہر گمراہی دوزخ میں لیجانے والی ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدعت کو تمام کائنات کی لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔اور ان کی تعظیم و توقیر کرنے سے منع کیا ہے اور ان کی تمام عبادات کو بے کار فرمایا ہے تاوقتیکہ وہ اپنی بدعت سے باز نہ آجائیں ۔اور نیز فرمایا کہ اہل بدعت کو توبہ تک نصیب نہیں ہوتی

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

۔چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں :۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینة حرام ما بین عیر الی ثور فمن احدث فیھا حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین لا یقبل منہ صرف ولا عدل(مشکوۃ ج۱ص۸۳۲،بخاری ج ۲ص ۴۸۰۱و مسلم ج ۱ص۴۴۱)۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ مقام عیر سے لیکر مقام ثور تک حرم ہے سو جس نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالی کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو نہ تو اس کی فرضی عبادت قبول کی جائے گی اور نہ نفلی ۔

اس حدیث میں حدود حرم کی قید محض تقبیح و تشنیع کیلئے ہے ۔ یہ قید احترازی نہیں کہ حرم مدینہ میں تو بدعت بری ہے اور خارج از حرم بری نہ ہو ۔ جو چیز بدعت و بری ہے وہ ہرجگہ بدعت اور بری ہوگی ۔ ہاں البتہ شرف مکان اور فضیلت زمان کی وجہ سے اس کی برائی اور قباحت اور بڑھ جائے گی ۔ بدعت کی تردید یا

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

بدعتی کی مذمت کرنے کیلئے اس سے سخت الفاظ اور کیا ہوسکتے ہیں جو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ :۔

من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد۔

جس کسی نے ہمارے اس معاملہ میں کوئی نئی بات نکالی تو وہ مردود ہوگی۔ بدعت کی تردید کیلئے یہ روایتیں بالکل کافی ہیں کہ جس نے ماننا ہو اس کیلئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قول ہی کافی ہے اور ضد و ہٹ دھرمی کاکوئی علاج نہیں ۔

نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں فی امرنا ھذاکی قدر ے تشریح کردیں تاکہ کسی کوتاہ فہم کو غلطی نہ لگے۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ حنبلی لکھتے ہیں :۔

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

کل من احدث فی الدین مالم یاذن بہ اللہ و رسولہ فلیس من الدین فی شیء (جامع العلوم و الحکم طبع مصرص۲۴)

جس نے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد جس کا اذن اللہ تعالی اور اس کے رسول نے نہیں دےا تو اسکا دین سے کوئی تعلق نہیں ۔علامہ موصوف یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہر احداث مردود نہیں بلکہ جو احداث فی الدینہو وہ مردود ہے۔اسی حدیث کی بعض روایات میں فی امرنا ھذاکی جگہ صریح طور پر دین کا لفظ آیا ہے۔

من احدث فی دیننا ما لیس منہ فھو رد(ص۲۴)۔

اب بھلا جب خو د حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اپنی قول کی تشریح ہوگئی تو کسی حدیث کی اس سے بہتر تفسیر اور کیا ہوسکتی ہے۔

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فی امرنا ھذاکی تشریح میں لکھتے ہیں کہ :والمراد امر الدین(فتح الباری ج۵ص۱۲۳)

فی امرنا ھذاسے دین کا امر مراد ہے یعنی جس نے دین کے اندر کوئی نئی چیز نکالی وہ مردود ہے۔

علامہ عزیزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ :من احدث فی امرنا ھذا ای فی دین الاسلا م(السراج المنیر ص۲۳۰ج۳)۔

یعنی فی امرنا ھذاسے دین اسلام مراد ہے۔

ان اقتسابات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر بدعت بری نہیں بلکہ ہر وہ بدعت و احداث برا ہے جو دین اسلام کے اندر دین سمجھ کر کیا یا چھوڑا جائے ۔ جیسا کہ خود ایک جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذکر کیا گیا ہے۔ یہی مطلب اکابر دیوبند نے بھی لیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو بذل المجھود ص ۵۹۱ج۵ از

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور فتح الملہم ج۲ص۷۰۴از شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ۔

خود بریلوی عقائد کے مولوی فی امرناسے مراد دین اسلام لیتے ہیں چنانچہ مولوی محمد صالح بریلوی لکھتے ہیں کہ :مراد امر سے امر دین ہے مطب یہ ہے کہ امور دینیہ عبادات ہوں یا معاملات کہ جن کی حدود شارح نے مقرر کئے ہیں ان میں کمی بےشی کرنا مردود ہے(تحفۃ الاحباب فی تحقیق ایصال ثواب)۔

اسی طرح مولوی عبد السمیع رامپوری لکھتے ہیں کہ "یہ حدیث صحیحین کی ہے یعنی جس نے نکالی اس دین میں وہ بات جو دین کی قسم سے نہیں یعنی کتاب اور سنت کے مخالف ہے ۔وہ بات اس کی رد ہے(انوار ساطعہ ص ۳۳)

فریق مخالف کے مجدد اعظم احمد رضاخانتمباکو کو حلال بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "رہا اس کا بدعت ہونا یہ کچھ باعث ضرر نہیں کہ یہ بدعت کھانے پینے میں ہے نہ کہ امور دین میں ،تو اس کی حرمت ثابت کرنا ایک دشوار کام ہے۔(احکام

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

شرےعت حصہ سوم ص ۸۶۱)

آپ نے فریق مخالف کے محقق اور مسلم علماءسے بھی سن لیا کہ بدعت وہی مذموم ہے جو امور دین سمجھ کر کی جائے ۔ جس کا تعلق امور دین سے نہیں اس کا بدعت ثابت کرنا ایک مشکل کام ہے۔

بدعت کی تعریف آئمہ لغت کے اقوال سے

علامہ مجددین فیروز آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ : بدعت بالکسرالحدث فی الدین بعد الاکمال او ما استحدث بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاھواءوالاعمال(قاموس ج۲ص ۴)۔

بدعت کسرہ با کے ساتھ ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جو تکمیل دین کے بعد نکالی گئی ہو یا وہ چیز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خواہشات کی شکل میں ظہور ہوئی ہو۔

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :والبدعة فی المذہب ایراد قول لم یستن قائلها او فاعلها فیہ بصاحب الشریعة و امثالها المتقد مة واصولها المتقنة (مفردات القرآن ص۷۳)

مذہب میں بدعت کا اطلاق ایسے قول پر ہوتا ہے جس کا قائل یا فاعل صاحب شریعت کے نقش قدم پر نہ ہو اور شریعت کی سابق مثالوں اور اس کے محکم اصولوں پر وہ گامزن نہ ہو۔

ہم نے اختصار کے ساتھ صرف دو حوالوں پر اکتفاءکیا ہے لغت کی دیگر کتب مثلا مختار الصحاح ،مغرب ،صراح ،مصباح اللغات ،فیروز اللغات میں بھی قریب قریب یہی تعریف لکھی گئی ہے۔

بدعت کا شرعی معنی

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

حافظ بدر الدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ :والبدعة فی الاصل احداث امر لم یکن فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

)عمدۃ القاری ج۵ص۶۵۳(

بدعت اصل میں ایسی نو ایجاد چیز کو کہتے ہیں کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی ۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ :والبدعة اصلها ما احدث علی غیر مثال سابق و تطلق فی الشرع فی مقابل السنة فتکون مذمومة(فتح الباری ج۴ص۹۱۲)بدعت اصل میں اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو بغیر کسی سابق مثال اور نمونے کے ایجاد کی گئی ہو اور شریعت میں بدعت کا اطلاق سنت کے مقابلے میں ہوتا ہے لہٰذا وہ مذموم ہی ہوگی۔

علامہ مرتضی الزبیدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ :کل محدثہ بدعة انما یرید ماخلف اصول الشرعیة و لم یوافق النسة)تاج العروس ج۵ص۱۷۲(

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

کل بدعة محدثہ(حدیث کا مطلب یہ ہے کہ)جو چیز اصول شریعت کے خلاف ہو اور سنت کے موافق نہ ہو۔

غرض اس عنوان پر ہزاروں دلائل سے ہم نے چند نقل کردئیے ہیں تمام محدثین کرام و شارحین و بزرگان دےن نے بدعت کا یہی معنی لیا ہے جو اوپر بےان کیا گےا ہے۔اب ہم اختصار کے ساتھ ان اعتراضات کو بےان کریں گے جو ہم پر بریلوی حضرات کرتے ہیں۔

اہل بدعت حضرات کے الزامی اعتراضات کے جوابات

اعتراض

قرآن کریم کا کتابی صورت مین جمع کرنا اس پر اعراب لگانا اور موجودہ ترتیب کے ساتھ اس کو چھاپنا بدعت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں

اس کا ثبوت نہ تھا۔

جواب

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ :۔

و قد کان القرآن کتب کلہ فی عھدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکن غیر مجموع فی موضع واحد(الاتقان ج۱ص۷۵)۔

قرآن کریم سب کا سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لکھا گیا تھا لیکن ایک جگہ میں نہ تھا۔صحیح روایت یہ ہے کہ سورتوں میں ترتےیب تھی جیساکہ انشاءاللہ آگے بیان ہوگا۔

امام حارث محاسبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ :کتابۃ القرآن لیست بمحدثۃ فانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرہ بکتابتہ(ایضا ص۸۵)۔

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

قرآن کریم کی کتاب بدعت نہیں اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لکھنے کا حکم دیا تھا ۔حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مختلف اوق مین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن کریم کو جمع کرتے تھے اما حاکم اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :فیہ الدلیل الواضح ان القران انما جمع فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم(المستدرک ج۲ص۱۱۶)۔

اس میں واضح تر دلیل موجود ہے کہ قران کریم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جمع ہوچکا تھا۔اور بخاری وغیرہ کی یہ حدیث تو مشہور ہے کہ حضرت ابوبکررضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے سے قرآن کریم جمع کرایا تھا (مشکوۃ ۳۹۱)۔

اور قرآن کریم کی موجودہ ترتیب حضرت عثمان رضی اللہ نے دی ہے اسی بناءپر ان کو جامع القرآن کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ یہ ترتیب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خانہ زاد ایجاد نہ تھی بلکہ توفیقی تھی اور اس پر ان کے

پاس ثبوت موجود تھے ۔امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کان القرآن علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فایاتہ علی ھذا الترتیب(اتقان ج۱ص۲۶)۔

قرآن کریم سورتوں اور آیتوں کی یہی ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھی جو آج ہے۔

دوسرا اعتراض

جمعہ سے قبل تقریر کرنا بدعت ہے۔

جواب

اس کا ثبوت متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے ملتا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جمعے کے دن خطبے سے پہلے تقریر فرما یا کرتے تھے جب خطیب تشریف لاتے تو تقریر موقوف کردیتے۔ (مستدرک ج۱ص۱۰۸و ج۳ص۵۱۲قال الھاکم

و الذہبی صحیح)۔

یہی بات حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ملتی ہے (حاکم ج۱ص۸۸۲)۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فارو ق رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی کہ میں جمعہ کے دن تقریر کیا کروں ا س میں متعدد نصیحت آمیز واقعات بیان کروں گا پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انکار فرمایا لیکن حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے اصرار پر انھوں نے اجازت دے دی (الاصابۃ ج ۱ ص۱۸۴)۔

تیسرا اعتراض

مسجدوں میں روشنی کرنا بھی بدعت ہے۔

جواب

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

امام ابو داود رحمہ اللہ نے ایک مستقل باب قائم کیا ہے باب السرج فی المساجد اور اس کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم بیت المقدس نماز کیلئے نہین جاسکتے تو :فابعثوا بزیت یسرج فی قنادیلہ(ابو داود ص۶۶ج)۔

تم زیتون کا تیل بھیج دو تاکہ بیت المقدس کی قندیلوں میں روشن کیا جاسکے۔اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں چراغ جلانے کیلئے تیل بھیجنے کا حکم فرمایا تھا۔البتہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چراغ کا بندوبست نہ تھا حضرت تمیم داری رضی اللہ عن نے سب سے پہلے چراغ جلایا اور روشنی کا انتظام کیا (ابن ماجہ ص۶۵و تہذیب ج۱ص۲۱۵)۔

ہاں یہ بات مسلم ہے کہ ضرورت سے زیادہ روشنی کرنا جیسے میلاد وغیرہ پر حکومت کی بجلی چوری کرکے یا عام طور پر جلائی جاتی ہے حرام ہے دیکھئے بحر الرائق ج۵ص۵۱۲۔

چوتھا اعتراض

مسجدوں میں فرش اور چٹائی کا انتظام بھی بدعت ہواکیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھا۔

جواب

یہ ٹھیک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھا دیکھئے (میزان الاعتدل ج۲ص۲وغیرہ)لیکن یہ انتظام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور مین مکمل ہوا علامہ شبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ؛فرش کا انتظام بھی اول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی کیا لیکن یہ کوئی پرتکف قالین اور شطرنجی کا فرش نہ تھا بلکہ اسلام کی سادگی یہاں بھی قائم تھی یعنی چٹائی کا فرش تھا جس سے مقصود یہ تھا کہ نمازیوں کے کپڑے گرد و خاک آلود نہ ہو۔(الفاروق ج۲ص۳۴۱)۔

اسی طرح مسجد مین خوشبو جلانے کا انتظام بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اور پردے سب سے پہلے حضرت عثمان نے لگائے تھے

) مراءۃ الحرمین ج۱ص۵۳۲(

پانچواں اعتراض

محراب بھی بدعت ہے۔

جواب

امام نووی شرح مہذب ج۳ص۲۰۲میں لکھتے ہیں کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مسجد میں محراب کا وجود نہ تھا لیکن علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ عمدۃالقاری ج۲ص۷۹۲میں لکھتے ہیں کہ حضرت جبرائل علیہ السلام نے آکر

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

کعبہ کی جہت مین جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے محراب بنائی تھی ۔علامہ مقریزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ :فاما محاریب الصحابة رضی اللہ عنهم التی بفسطاطہ مصر و الا سکندرية فان سمتها يقالب مشرق الشتاء(مقريزی ج۲ص۷۵۲)۔

مصر اور سکندریہ کے دیہات مین صھابہ کرام رضی اللہ عنهم نے جو محراب بنائے ان کا رخ اس طرف جہاں سے موسم سرما میں سورج طلوع ہوتا ہے۔

امام قاضیخان رحمہ اللہ لکھتے ہیں کھوالمحاریب التی نصبتها الصحابہ رضی اللہ عنهم والتابعون الخ (ج۱ص۳۳)۔

وہ محراب جو صحابہ کرام رضی اللہ عنهم اور تابعین رحمہ اللہ علیهم نے بنائے (ان کو اسی حالت مین رہنے دو)۔

الحاصل علامہ عینی رحمہ اللہ کے مطابق محراب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے جبکہ باقی محقیقن کے نزدیک صحابہ کرام کے دور میں بنے۔

چھٹا اعتراض

مینار نہ تھے مسجدوں میں یہ بھی بدعت ہے۔

جواب

مینار اصل میں اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ ان پر اذان ہو دور دور تک لوگ اذان کی آوز سنیں چنانچہ امامابو داود نے اس پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے (باب الاذان فوق المنارة ج۱ص۷۷(

اورحضرت ابو برزہ سلمی رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ :من السنة الاذان فی المنارة والاقامة فی المسجد(مصنف ابن شےبہ ج۱ص۴۲۲)۔

سنت یہ ہے کہ اذان منارہ پر دیجائے اور اقامت مسجد میں۔اصول حدیث کا مسئلہ

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

ہے کہ مطلق سنت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مراد ہوتی ہے ۔غرض اس کا مقصد یہ ہے کہ دور تک لوگ اذان سن سکیں اور یہ ایک جائز مقصد ہے۔فلا اشکال علیہ ۔

ساتواں اعتراض

تمہارے مدارس مین جمعے کے دن چھٹی ہوتی ہے بدعت ہے۔

جواب

نماز جمعہ کیلئے خا ص اہتمام کرنا قرآن سے ثابت ہے اور پھر جمعے کے دن نئے یا صاف کپڑے کرنا غسل کرنا مسواک کرنا سب سے پہلے مسجد میں جاکر بیٹھنا احادیث سے ثابت ہے اس لئے ما لا یتم الا الواجب فھوواجب اس قاعدے کے تحت جمعے کی چھٹی کیجائے تو کیا حرج ہے۔

سنت رسول ہی مدار نجات ہے

خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ملتا ہے کہ فوج کو حکم تھا کہ جمعے کے دن قیام و آرام کرے۔

آٹھواں اعتراض

تنخواہ لیکر پڑھانا اور ختم بخاری کرنا بدعت ہے۔

جواب

اگرچہ متقدمین کا مسلک یہی ہے مگر متاخرین جن میں صاحب ہدایہ بھی ہیں فرماتے ہیں کہ و علیہ الفتوی اور امام قاضی خان بھی جواز کا فتوی نقل کرتے ہیں۔ ج۴ص۴۹۷

یہی بات بحرالرائق مین ہے۔اور خود سب سے بڑھ کر حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین نماز و خطبہ و قضا وغیرہ پر بیت المال سے وظیفہ لیا کرتے

تھے ۔اور حضرت عمر و عثمان رضی اللہ تعالی عنھما نے تو باقاعہدہ سرکاری طور پر آئمہ و مدرسین اور موذنین کیلئے تنخواہ مقرر کی تھیں ۔

باقی بیماری اور مصیبت وغیرہ کے وقت بخاری شریف یا قرآن پڑھ کر اس پر اجرت لینا بھی جائز ہے جیساکہ حضرت ابو سعید الخدر ی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ملتا ہے علامہ بدر الدین حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ والرفیة نوع من مداواۃ والماخوذ علیھا جعل و المداواۃ یباح اخذ الاجر علیھا(البنایہ ج۳ص۴۵۶